

اپنے ساتھی کے نام

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

عزیز دوست !

تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت و برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عبرت پکڑنے والا دل اور ذکر الہی عطا کرنے والی زبان عطا فرمائے اور مالک اپنی راہ میں تمہیں استقامت والے قدم، حوصلہ والا سینہ اور اور صبر و غنا والے قلب سے نوازے۔

تم نے حالیہ انتخابات کے متعلق نہایت درد بھرے انداز میں اپنے خط میں ذکر کیا ہے اور اسے سرمایے کا کھیل قرار دیا ہے۔ رقم نے خوب کہا کہ بعض سرمایہ داروں نے اسے انڈسٹری بنا دیا ہے۔ اس سے تم بہت دل گرفتہ ہو اور محسوس کرتے ہو کہ اس طرح ہماری قومی زندگی سرمایہ داروں کے حوالے ہو گئی ہے اور غریب آدمی کے لیے قومی زندگی میں کوئی کردار ادا کرنا ممکن نہیں رہا۔ تم نے بہت مایوسی کی باتیں کی ہیں اور اپنی محنت پر سرمایے کا پانی پھیر جانے سے بہت رنجیدہ ہو۔

میرے عزیز بھائی، اگر تم سے اچا پسند اللہ کی راہ میں بہایا تھا تو تم مطمئن رہو کہ جس کا کام تم نے کیا ہے اور جس کے بندوں کو صحیح راستہ دکھانے کی تم نے کوشش کی ہے وہ تمہاری اس محنت کو دیکھ رہا ہے اور اس کا بہترین اجر دینے پر قادر ہے حقیقت یہ ہے کہ قدرت کی ایکیم سے بندہ خاک آگاہ نہیں ہوتا اور اپنے جذبوں کی بے تابی سے پریشان ہوتا رہتا ہے۔ غالب نے خوب کہا تھا۔

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب

© rasailojaraid.com

میرے پیارے دوست، تم فی الحال اپنا دل اللہ کے رنگ میں رنگ لو تمہیں صبر اور قرار ملے گا جس نظام باطل کے خلاف ہم جنگ آزما ہیں اس کے لیے عصائے کلمی مطلوب ہے۔ ہم میدان جنگ میں ہیں اور ہم اس کے تقاضوں کو پورا کرنے پر مامور ہیں۔ سنتِ ابراہیمیہ ہے کہ نافرمانی میں بے خطر کودا جائے اس لیے کہ میں اس کے چٹختے شعلوں کے درمیان ہی گلزارِ ابراہیم بکھلاؤں اور پھول مسکایا کرتے ہیں۔ اللہ کے لیے کام کرنے کے بعد تم نے اطمینانِ قلب کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے غم و اندوہ کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ غم و اندوہ مومن کے راستے کی گردنیں ہیں۔ یہ ابلیس کے چہرے کا غبار ہے۔ اس سے بچو اور راہِ حق کے کانٹوں پر مسکراتے ہوئے چلو۔ پیارے بھائی! اللہ کا بھیجا ہوا دینِ حبیب میدانِ کارزارِ گرم کرتا ہے تو انسان کو غاروں سے کھینچ کر بدر و خنین میں لے آتا ہے اور تم ہو کہ مشاہدہ حق کی جستجو میں معرکے کی زندگی سے گھبراتے ہو جو بعینِ مقام مشاہدہ حق ہے۔ اب انتخابات کے نتائج کے صدمہ کا اظہار تو کر رہے ہو لیکن اللہ کی راہ میں خاک پھینکنے، طعنے سننے، بدی سے شکایت کرنے اور کلہرِ حق کو سرنگی کوچے میں بر ملا کہہ کر خلقِ خدا کی طرف سے بری الذمہ ہو جانے کی لذت سے تم کیوں انکار کرتے ہو۔ یاد رکھو کہ میدانِ احد میں حمزہؑ کے سینے پر نیزوں کے زخموں کے پھول انسانیت کے لیے زیادہ بڑا طرہٴ اقتیاز ہیں جن کی مہک از ازل تا ابد ہے۔ چھوڑو اب غم و اندوہ کو اور میدانِ عمل میں آؤ۔ جو خلقِ خدا ہر لالچ سے بے نیاز ہو کہ تنہا ہی طرفِ گامزن ہوتی ہے وہی انسانیت کا جوہر اور تنہا ہی قیمتی سرمایہ ہے۔

تم نے انتخابات کے نتائج کے بارے میں بڑے اندیشہ منے دور و دراز کا اظہار کیا ہے، لیکن میرا معاملہ تم جانتے ہو اس کیفیت سے مختلف ہے۔ میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ قدرت نے اس دنیا کا نظام جس اصول پر مرتب کیا ہے اس میں قیامت برپا ہونے سے پہلے تک ہر رات کے بعد دن طلوع ہوگا۔ ہر تاریکی کے بعد اجالا نمودار ہوگا ہر غم کے بعد مسرت کی کرنیں پھولیں گی۔ ہر خزاں کے بعد بہار کا موسم آئے گا اور رات کو مستقل روک رکھنے، تاریکی کے قیام کو با تیدار بنانے، آلام کو قائم رکھنے اور خزاں کو دنیا کا دائمی موسم بنادینے کی ہر کوشش ناکام ہوتی رہے گی۔ عزیزم! تم نے ملک کے نظریے کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہے لیکن تم نے یہ نہیں

کہ ملک کا نظریہ اس ملک کی پیدائش سے بہت پہلے وجود میں آیا تھا۔ پھر اسی نظریے کے لیے ملک وجود میں لایا گیا۔ وہ نظریہ اس ملک کی پہچان ہے۔ جو شخص اس ملک کی جان نکال دینا چاہتا ہو، وہی اس کے نظریے کو اس ملک میں سے خارج کرنے کی کوشش کرے گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ نظریہ کبھی خارج نہ ہوگا البتہ مشیت خود ایسے ناپاک لوگوں کو صفحہ مہنتی سے مٹا دے گی۔ دنیا کے ممالک میں عوام آخری اختیار ٹی ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں تو خدا کی حاکمیت کو آخری اختیار ٹی تسلیم کیا گیا وہی اپنے آخری اختیارات اس کے تحت و بقا کے لیے استعمال کرے گا۔ کوئی سازش اس ملک کے خلاف اندر یا باہر سے کامیاب نہ ہو سکے گی۔

میرے عزیز! راسخو فی جدو جہد کرنے کے سلسلے میں تم نے اپنے خط میں نبیوں کی سنت کی بات بھی کی ہے۔ میں کہتا ہوں نبیوں کی سنت پر چلنے کے لیے تلوار کی دھار پر چل کر نیزے کی نوک پر بسیر کرنا پڑتا ہے۔ ہر چہار طرف سے باطل کی بوم گالیاں دے رہے ہوں اور پھر بھی صبر مومن کے منہ کی لگام بند ہے۔ ہر طرف سے جھوٹ لٹھکایا جائے اور حق کوئی اس کا طرہ امتیاز ہے۔ ہر طرف سے آوازے کسے جائیں اور استقامت مومن کے قدموں کا جوتا ہو۔ ہر طرف سے اس کی عزت و آبرو پر حملے ہوں اور مومن اپنی ساری عزت اللہ کی بندگی میں ہی تلاش کرتا رہے۔ اس کے لب کھلیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور لوگوں کی خیر خواہی کے لیے کھلیں۔ یہ سنت انبیاء پر چلنے کا طریقہ ہے اور تحریک اسلامی کے لوگوں کو یہی طریقہ زیب دیتا ہے۔

تم نے لکھا ہے کہ پاکستان کے قیام اور قائد اعظم کی وفات کے بعد کوئی ایک لیڈر بھی قومی سطح کا تیار نہ ہوا۔ تم جانتے ہو کہ قائد اعظم اسلام کو نظام زندگی اور مسلمانوں کے لیے اس نظام کے مطابق ایک آزاد وطن کے نظریہ کے سبب قلت گیر مقبولیت کا ذریعہ بنے تھے۔ اب بھی جو جو لیڈر علاقائی بات کرے گا کبھی ملی معیار پر پورا نہ اُترے گا۔ ملی نظریہ ہی بڑا لیڈر پیدا کرے گا، اور ہمارا ملی نظریہ صرف اسلام ہے۔

میرے دوست! تم نے ٹھیک کہا ہے کہ ہمارے ملک میں نظریاتی بحران اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کا سبب ہمارے اہل ثروت سرمایہ دار طبقے کی غیر ملی روش بھی ہے۔ ساری قوموں میں یہ طبقہ رفاہ عامہ، خدمت خلق، تعلیمی ادارے، طبی امدادی سنٹر، تعلیمی وظائف، بڑے بڑے

ہسپتال اور دیگر بہت سے زنا ہی کام سرانجام دیتا ہے لیکن ہمارے ہاں اسے ایسے زنا ہی کام کرنے کی توفیق کبھی نہیں ہوتی۔ غیر قوموں میں تو سرمایہ دار لوگ دودھ دینے والے جانور ہوتے ہیں کہ انہیں بھر پور چارہ کھلایا جائے تو بھر پور دودھ دیا کرتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے اہل ثروت ایسے مولیشی ہوتے ہیں جو چارہ تو بھر پور کھاتے ہیں۔ لیکن دودھ کی ایک بوند بھی اپنے معاشرے کی طرف نہیں لوٹاتے۔ ظاہر ہے کہ ایسے مولیشیوں کو لوگ قصابوں کے حوالے کر دیا کرتے ہیں۔ آخر بے فیض افراد سے کسی کو کیا ہمدردی ہوا کرتی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب قوم ان کو ان کے سرمایہ سمیت ہضم کر جائے گی۔ ان کا علاج ملک میں اسلام کے اقتصادی نظام کا اجرا ہے جس سے یہ لوگ خوف زدہ ہیں۔ تم نے سچ کہا ہے کہ جب تک ہمارے معاشرے میں سے باطل، حرام اور مجرمانہ ذرائع سے مال جمع کرنے والا سرمایہ دار نچوڑا نہ جائے گا اس وقت تک معاشرہ پنپ نہ سکے گا۔ لیکن اس کو نچوڑنے کے لیے انٹرکانٹی نیٹل کے شہزادے کام نہ دیں گے، اس کے لیے تیشہ فراد بھی کام نہ دے گا، اس کے لیے نان جوین کھا کر بازوئے حیدر رکھنے والے سیدھے سادے مسلمان کارکن ہی کام دیں گے۔

ڈاکٹر ویلفرڈ اسمتھ نے لکھا تھا کہ اسلام کا چودہ سو سالہ قدیم تصور اس جدید دور میں نافذ کرنے کا دعویٰ پاکستان کے مسلمانوں نے کیا ہے، یہ بات محل نظر ہے کہ وہ ایسا کر بھی سکیں گے۔ اگر وہ کہ گئے تو یہ بات دورِ جدید میں اسلام کی عملیت اور حقانیت کے لیے درخشاں دلیل ہوگی۔ اور اگر نہ کر سکے تو پھر انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام اس جدید دور میں قابلِ عمل نہیں ہے اور ان کا یہ دعویٰ کہ اسلام اس دور میں بھی قابلِ عمل ہے، محل نظر ہے۔ یہ بات کہہ کر کافر عالم نے پاکستان کے مسلمانوں کو آزمائش کے کٹہرے میں لاکھڑا کیا ہے۔ کافر دنیا اب پاکستان کے مسلمانوں کے طرزِ عمل سے اسلام کی عملیت اور حقانیت کو جلیجے گی، اس لیے کہ پاکستان کے مسلمانوں نے جو دعویٰ کیا تھا وہ ساری دنیا میں منفرد تھا یعنی اسلامی نظام حیات کا نفاذ و قیام۔ اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو خدا و خلق کے سامنے ہم وعدہ خلاف شمار ہوں گے۔

عزیزم! تم کہتے ہو کہ یہ قوم اسلام سے بھاگی ہوئی قوم ہے اسلام سے خوف زدہ ہے، لیکن میں اس سچتہ اور ناقابلِ شکست یقین سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اسلامی نظام

یقیناً اور لازماً آکر رہے گا۔ دنیا کی کوئی مادی قوت اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ وہ اپنی آمد کے لیے کسی کا محتاج نہیں ہے اس لیے کہ یہ اللہ کا دین ہے، برحق ہے، اس کا حق ہے کہ نافذ و قائم ہو۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک زمانے میں خلافت علی منہاج النبوت کا دور بھر آئے گا اس لیے کہ یہ ملک پاکستان اپنے قیام سے بھی پہلے اسی مقصد عظیم کے نام پر جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس لیے کہ خارجی اور داخلی سطح پر دشمنوں کی بدترین کارگزاریوں کے باوجود یہ ملک تباہی سے بچا چلا آ رہا ہے۔ اس لیے کہ اس ملک میں ایک فعال اور منظم تحریک اسلامی موجود ہے، جو اسلامی نظام حیات کے مختلف گوشوں پر فکری اور عملی کام اور افراد کی ایک موثر ٹیم تیار کر چکی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ یہ دنیا رام لیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض تفریح طبع کے لیے کوئی خطہ تشکیل دیا ہو۔ جسے چند دنوں کے کھیل کے بعد نہیں نہیں کر دینا مقصود ہو۔ یہ دنیا تو حکیم و علیم و بصیر مدبر و مقتدر کی دیتا ہے جس کا کوئی کام عبث نہیں ہے۔ اس لیے میرے دوست میرے اس یقین کو کوئی مادی قوت نہیں توڑ سکتی کہ اسلامی نظام تو لازماً قائم ہو کر رہے گا چاہے اس کے دشمنوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ رکاوٹیں بے شمار ہیں۔ لیکن جس کا یہ دین ہے وہ تو لکڑی کے عصا کی ضرب سے قلم چیرتا اور پتھروں کا سینہ چیر کر پانی بہا دیتا ہے، وہ تو انگلی کے اشاروں سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیتا اور مردوں کو قبروں سے نکال کر زندہ کر دیتا ہے، پھر اس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔ اسے تو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندے اس کا کام کریں اور اس کے مزدور بن کر رہیں لیکن اُسے یہ پسند نہیں ہے کہ اس کے بندے اس گمان میں مبتلا ہوں کہ ان کے زور بازو اور جدوجہد پر ہی دین کا قیام منحصر ہے اس لیے وہ ہمارے اعترافِ عجز اور خود سپردگی کے بعد خود ہی آگے بڑھ کر زمانے کے اس مشکل کشا نظام کی باگیں اس سرزمین کی طرف موڑ دے گا اور فرشتے اس کے ہمراہ ہوں گے۔ اس لیے میں تو اب یہ نہیں کہتا کہ آؤ اپنے آقا کی مزدوری کریں ہم تو اس کے کھیت کے مزدور ہیں اور اس کی مزدوری کرنا ہمارا فریضہ بندگی ہے جو دانے کو پھاڑ کر اس میں سے درخت نکالتا ہے اور مُردے انڈے کو پھاڑ کر اس میں سے چھپاتا ہوا بچہ نکال لاتا ہے۔ ہم تو اسی کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ پورے

عجز و خاکساری سے دستک دیتے ہیں اس بارگاہ عالی پر فقیر بے نوا کی حیثیت سے اس یقین کے ساتھ اس دروازے سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں گیا ہے ہم تو قافلہ بنائے اس کے رہ گزار میں پڑے ہیں۔ یقین ہے کہ وہ آئے گا اور اپنی حدی کے زور سے منزل تک پہنچا دے گا۔ اس لیے میرے بھائی اب کوئے کھدرے سے نکلو، اپنے گوشہ عافیت کو چھوڑو اور میدانِ جدوجہد میں آؤ۔ مشاہدہ حق اندھیری کوٹھڑیوں میں نہیں ہوتا، بلکہ جب راہ حق میں جدوجہد کی جائے، پسینہ سر سے چوٹی تک بہ جائے اور باطل اپنا شکنجہ لے لے کر دوڑے اور بندہ حق پھر بھی اپنے راستے پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے تو مشاہدہ حق ہو کر رہتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کٹھن منزل پر ایک قدم رکھنا بھی مشاہدہ حق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

میرے عزیز بھائی آخری یہ بات کہہ کر یہ طویل مکتوب ختم کرتا ہوں کہ تم نے ان انتخابات میں دیکھ لیا کہ تحریک اسلامی کس طرح ہر چہار طرف سے آگے بڑھتی چلی آرہی ہے وہ مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ تم فلاں نشست اور فلاں نشست کی بات چھوڑو۔ تم اسلامی تحریک کی مجموعی پیش قدمی کا منظر دیکھو۔ آج ملک میں کوئی ایسا جمہوری ادارہ نہیں ہے جس میں تحریک اسلامی کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو اور تحریک اسلامی کے کارکن وٹاں پیچ نہ چکے ہوں۔ پس یہ پیش قدمی جاری رہے گی۔ یہاں تک کہ پورا معاشرہ اور اس کے ادارے اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اُس دن کا ہم سب کو انتظار ہے اور وہ دن دور بھی نہیں ہے۔

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند

بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ